رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

چندہ غیر ممالک سے سالانہ سات روپے

الفضل

Digtized by Khilafat Library

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

جلد ۶ | ۸- اکتوبر ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | یکم محرم | ۱۳۳۷ ہجری | نمبر ۲۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔

میدان جنگ میں اتحادی سلطنتوں کی مسلسل کامیابی اور بلغاریہ کی غیر مشروط صلح کرنے کی خوشی پر ۲ اکتوبر کو جو چھٹی منانے کا اعلان کیا گیا تھا اس کے مطابق مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول میں اس تاریخ کی تعطیل کی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ مضمون جو مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی کے جواب میں اس پرچہ میں چھپا ہے رسالہ کی شکل میں بھی شائع ہوا ہے احباب کو چاہئے کہ ۲ روپے فی کاپی کے حساب سے متعدد کاپیاں دفتر ترقی اسلام سے منگوا کر غیر مبائعین میں تقسیم کریں۔

شرائط بیعت سلسلہ احمدیہ

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرلیوے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اُس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا۔ بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی و خوش خلقی

ھفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی و خوش خلقی اور حلیمی سے زندگی بسر کریگا **ھشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر سمجھیگا۔ **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ **دھم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اسپر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

اخبار احمدیہ

بمبئی میں تبلیغ

پارسی نوجوان سے گفتگو جال جہانگیر زرد نامی ایک نوجوان تعلیم یافتہ پارسی جس کو گجراتی اخبار کے ذریعہ یا کسی اور طریقہ سے ہمارے سلسلہ کے کچھ حالات معلوم ہوئے تھے کمپلین سے ملنے کو آیا اور مجھ سے کہا کہ احمد کی تعلیمات مجھے بتادو میں نے اس کو حضرت اقدس کے دعاوی اور آپ کی تعلیمات اور اسلام کے حالات سنائے۔

مسیح موعود کی وفات کی خبر کا اثر دوران گفتگو میں حضرت اقدس کی وفات کا ذکر سنکر نہایت حیرانی اور تعجب سے اس نے پوچھا کہ کیا اس پرافٹ کی وفات ہوگئی میں نے کہا ہاں ۱۹۰۸ء میں ان کی وفات ہوگئی پھر اس نے کوئی بات سننے کی خواہش نہ کی۔ اور بیٹھے بیٹھے چپ ہوگیا میں نے اس کو کہا کہ آپ تعجب نہ کریں دنیا میں خدا کے نبی آتے ہی مرنے کے لئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہا۔ انبیاء اپنی زندگی میں اپنی قوت قدسی سے ایک

تعلیمات کے ذریعہ ایک پاک اور کام کرنے والی جماعت تیار کرتے ہیں۔ جب وہ جماعت اپنے پاؤں پر آپ کھڑی ہونے کے لائق ہو جاتی ہے۔ تب اس نبی کی وفات ہو جاتی ہے۔ انبیاء کی تعلیم ایک بیج کی طرح ہوتی ہے جس طرح بیج آہستہ آہستہ بڑھ کر بڑا درخت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پرافٹ اور اس کی جماعت کا حال ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا وجود باوجود تسلی ہمارا یہ بیان اس پارسی نوجوان کے غم کو نہ بھلا سکا۔ اور نہ اس کی مایوسی رفع ہوئی یہانتک کہ میں نے اسکو کہا کہ اب اس احمد کا ایک بیٹا۔ جو کہ اس کا جانشین ہے۔ اور صورت و سیرت میں اس کی یادگار ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا وہ بھی معجزہ دکھاتے ہیں میں نے کہا کہ اس کا وجود ہی احمد پرافٹ کا معجزہ ہے۔ یہ سنکر نوجوان پارسی چلتے چلتے بیٹھ گیا۔ تب میرے دل میں معاً یہ خیال آیا۔ کہ کیسے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو کہ اس مفید اور حسن و احسان کے کارآمد نمونہ سے الگ ہو بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس ایسے لوگوں کی تسکین کا کیا ذریعہ ہے۔ انجمن کے مقابلہ میں انجمن بنا لیں۔ اسکول کے مقابلہ اسکول اسی طرح خلیفہ کے مقابلہ میں امیر لیکن وہ شے جس سے ایک بیقرار دل کو تسکین ہو سکتی ہے۔ وہ مشتاق آنکھ جو کہ خدا کے نبی اور موعود مسیح کو ڈھونڈتی ہے۔ اس کے لئے حسن و احسان میں مسیح موعود کا نظیر کہاں سے لائینگے؟

فقط اسلام پر گھبراہٹ پارسی نوجوان نے مجھ **اور اس کا ازالہ** سے کہا کہ احمد کے معجزے سنائیں۔ میں نے ان کو زندہ نشانات اور تازہ بتازہ معجزات سنائے جنکو سنکر وہ بہت متاثر ہوا۔ پھر مجھ سے کہا کہ مجھے احمد کی کوئی ایسی کتاب دیں جس میں انہوں نے خدا کے متعلق تعلیم دی ہو میں نے ٹیچنگ آف اسلام کا نام پیش کیا۔ ٹیچنگ آف اسلام کا نام سنتے ہی گھبرا گیا اور کہا کہ مجھکو اسلام کے ٹیچنگ کی ضرورت نہیں۔ مجھے اس پرافٹ کی ٹیچنگ چاہیئے۔ میں نے کہا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ احمد اسلام کے باہر کچھ لائے تھے ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ اسلام کے بانی حضرت

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت نبی ہو کر آئے۔ اور اسلام کی پاک اور صحیح تعلیم جس کی حقیقت سے دنیا اس وقت ناآشنا ہے۔ اس کی سچائی کو معجزات اور نشانات کیساتھ ثابت کیا۔ شاید موجودہ زمانہ کے مسلمان اور ان کی موجودہ تعلیم اور حالات نے آپ کو دھوکے میں ڈالا ہے۔ اس لئے اسلام کا نام سنتے ہی آپ گھبرا گئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام ایک نہایت پیارا اور پاکیزہ اور خدا تک پہنچا دینے والا۔ اور وہ راحت جس سے بڑھکر اور کوئی راحت نہیں۔ اس کی حقیقت کو اسی دنیا میں آشکارا کر دینے والا مذہب ہے۔

مسیح موعود کے تمام انبیاء کے نام پانے کی وجہ تب پارسی نوجوان نے کہا کہ احمد نے تو یہ بھی کہا ہے۔ کہ ہم کرشن ہیں۔ پس کرشنا کی تعلیم اور اسلامی تعلیم دونوں ایک کس طرح ہو سکتی ہے؟ میں نے کہا احمد نے صرف یہی نہیں کہا کہ ہم کرشن ہیں۔ بلکہ وہ زرتشت بھی ہے۔ اور یہ کہا کہ سارے نبیوں کا نام خدا نے مجھکو دیا ہے۔ اور ہر ایک نبی کی خاصیت مجھ میں پائی جاتی ہے نبیوں کی تعلیم آپس میں مخالف نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تعلیم کی دو شاخیں ہیں۔ ایک خدا کی ذات اور صفات کے متعلق۔ دوسری انسان کے متعلق۔ پہلی تعلیم یعنی خدا کی ذات اور صفات کے متعلق تمام انبیاء کی ایک ہے جیسے جیسے عقل انسانی تیز ہوتی گئی۔ بعد کو آنے والے نبی اس وحدت کے گہرے فلسفے کو زیادہ وضاحت سے سمجھاتے گئے۔ لیکن بنیادی آف گاڈ کے متعلق ہر ایک کی تعلیم ہمیشہ ایک ہی رہی۔

دوسری تعلیم کی شاخ انسانی سویلیزیشن اور ایولیوشن کے متعلق ہے یہ تعلیم باعتبار زمانہ اور باعتبار ملک کے برابر بدلتی رہی اور بدلنا چاہیئے تھا۔ یہانتک کہ وہ زمانہ آگیا جبکہ ساری دنیا ایک سطح پر آگئی۔

دوامی قانون حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے جس کی اشاعت کی تکمیل اس کے ماتحت نبی یعنی احمد قادیانی کے ذریعہ ہونی مقدر تھی۔ اور یہی تعلیم تمام گذشتہ انبیاء کی تعلیموں کا صحیح خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ (باقی آئندہ)

(خلیل احمد ...)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۸- اکتوبر ۱۹۱۸ء

حقیقۃ الامر

یعنے

مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی کا جواب

از قلم حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

مکرم معظم مولوی صاحب

السلام علیکم ۔ آپ کی طرف سے ایک مطبوعہ چٹھی جس پر تاریخ اشاعت درج نہیں مجھے ملی۔ جسے پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ کسی نہ کسی وجہ سے آپ کو بھی طیش ترک کرکے ہمدردی اور شرافت سے کسی فیصلہ پر پہنچنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ گو دوسرے واقعات اس بات کے منافی ہیں۔ کہ آپ کو میری بیماری میں مجھ سے ہمدردی پیدا ہوئی۔ کیونکہ آپ اور آپ کے ہم خیالوں کی طرف سے مجھ سے جو معاملہ ہوتا چلا آیا ہے۔ وہ سخت بغض و کینہ کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ آپ کے اخبار پیغام صلح میں عزیز عبد الحی مرحوم کی وفات پر اشارۃً اور کنایتاً اس بات کا اعلان ہوتا رہا ہے کہ اس کی وفات طبعی ذرائع سے نہیں ہوئی۔ بلکہ اس میں کچھ اسرار ہے۔ جو فعل کہ ایک کمینہ سے کمینہ دشمن بھی نہیں کر سکتا۔ اور اس وقت تک کہ انسان دشمنی میں حد سے بڑھ کر انسانیت کو بھی ترک نہ کر دے۔ اس سے اس قسم کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اور آپ کی پہلی تحریرات میں بھی بارہا معمولی آداب کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ پس ان حالات میں یہ آپ کی تحریر تعجب اور حیرت میں ڈالتی ہے۔ مگر چونکہ مومن کا کام حسن ظن کرنا ہے۔ آپ کی اس تبدیلی کو میں نیک دلی کی سچی خواہش اور ہمدردی کا نتیجہ سمجھ کر بہت خوش ہوں۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ اگر واقعہ میں یہ آپ کا فعل سچی ہمدردی اور اخلاص کا نتیجہ ہے۔ اور کوئی غرض پوشیدہ نہیں اور اس شیریں بیانی سے جس میں بار بار سخت کلامی تک نوبت پہنچ جاتی ہے لوگوں پر اثر ڈالنا مقصود نہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہمدردی اور توجہ کے بدلے میں حق اور صداقت کی طرف ہدایت کریگا۔ اور اس کشاکش سے جس میں آپ اسوقت مبتلا ہیں نجات دیکر اطمینان قلب عطا فرماویگا۔ کیونکہ وہ کبھی کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ لیکن اگر اس تحریر کی غرض مجھ سے ہمدردی نہیں۔ اور یہ کھلی چٹھی آپ کی اسلامی اخوت کا نتیجہ نہیں۔ یہ ایک موقعہ نکالا ہے۔ جماعت کو صحیح راستہ سے ہٹانے کا تو میں ڈرتا ہوں کہ اس کے نتیجہ میں آپ حق سے اور بھی دور نہ چلے جاویں اور صداقت کو آپ کی آنکھوں سے اور بھی مخفی نہ کر دیا جاوے۔ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنے غضب سے بچاوے اور حق پر قائم رہنے اور قائم ہونے کی توفیق عطا فرماوے۔

مولوی صاحب آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص کی جسمانی فرزندی مجھے حاصل ہے۔ اس کی روحانی فرزندی کا آپ کو بھی دعویٰ ہے۔ مگر شاید اس ہمدردی کے اظہار کے وقت آپ کو یہ خیال نہیں رہا کہ اس کی روحانی فرزندی کا مجھے بھی دعویٰ ہے۔ صرف آپ کو نہیں۔ اور یہی نہیں بلکہ میری روحانی فرزندیت کے متعلق تو اس رب قدیر کی شہادت ہے۔ جو اصدق الصادقین ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔ "خدا نے مجھے فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا۔ اور اس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا ..... اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گذرے تھے۔ کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۱ میں جس کو خدا نے محمود قرار دیا ہے۔ اور اس کے نام کو مسجد کی دیوار پر لکھ کر دکھایا جس سے مراد جماعت کی امامت تھی۔ تو اس کی روحانی فرزندیت کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے۔ مگر بہر حال میرا دعویٰ سچا ہو یا جھوٹا۔ نفس دعوے میں تو میں اور آپ دونوں برابر ہیں۔ پس اس ہمدردی کے وقت حضرت صاحب کی روحانی فرزندیت کا جو مجھے دعویٰ ہے۔ اس کا بھی انکار کرنا قابل تعجب ضرور ہے۔

مولوی صاحب آپ کا یہ خیال بالکل درست ہے۔ کہ بیماری کے وقت انسان کا دل بالکل نرم ہو جاتا ہے۔ اور خصوصاً ایسے نازک وقت میں کہ جب یہ سمجھ لے کہ اس کی موت قریب آگئی ہے۔ اور وہ تھوڑی ہی دیر میں خدا تعالیٰ سے ملاقی ہونے والا ہے۔ اور یہی وقت ہے۔ کہ انسان کو حقیقتاً اپنے ایمان کا حال معلوم ہوتا ہے کیونکہ ذرا بھی دھوکا یا فریب ہو تو انسان کا دل ایسے وقت میں خود بخود دہل جاتا ہے۔ اور اس کی اپنی حالت اس کے لئے باعث عبرت ہو جاتی ہے۔ اور ایسے وقت مجھ پر بھی اس بیماری میں ضرور آئے ہیں۔ کہ جب مجھے یقین کامل ہو گیا کہ میں چند منٹ سے زیادہ اس دنیا میں نہیں رہ سکتا۔ بلکہ ایک وقت تو اس طرح نبضیں چھٹ گئیں اور تمام بدن سے زندگی کی روح نکل گئی کہ سوائے چند انچ دل کے قریب کی جگہ کے باقی سب بدن ایک غیر چیز معلوم ہوتا تھا۔ اور دل کے ارد گرد بھی آناً فاناً اس طرح زندہ حصہ کم ہوتا جاتا تھا۔ کہ بالکل نزع کی کیفیت

پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ مکرمی و معظمی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے اس موقعہ پر خاص طور پر ہمدردی کرنے کا موقع دیا۔ جب مجھ سے دریافت کیا۔ کہ کیا ہوا ہے۔ تو اس وقت میں نے ان کو یہی جواب دیا۔ کہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ لیکن بجائے اس کے کہ یہ اوقات مجھے اپنے عقیدے سے متزلزل کر دیتے یا موت کا سامنا میرے قدم کو لڑکھڑا دیتا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان عقائد پر میں نے اس وقت کامل تسلی پائی اور انہی کی اشاعت اور ان پر ثابت قدم رہنے کو میں اپنے لئے باعث مغفرت جانتا تھا۔ اور میرا دل اس وقت مطمئن تھا کہ میں نے جو کچھ کیا حق اور انصاف کو مد نظر رکھ کر کیا ہے اور اس کی بدولت امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری سستیوں اور غفلتوں سے عفو فرمائیگا۔ اور اپنے فضل کے نیچے جگہ دیگا۔ مولوی صاحب آپ اپنے تلخ تجربہ سے یہ بات معلوم کر چکے ہیں۔ کہ ایسے نازک وقت میں بعض دفعہ انسان اپنے مقام پر قائم نہیں رہتا۔ جیسا کہ آپ خود ایک دفعہ سخت بیمار ہوئے اور باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود کے دار کے ساکن طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ اور باوجود اس کے کہ آپ دار مسیح کے ساکن تھے۔ اس وقت آپ گھبرا گئے۔ اور یقین کیا کہ مجھے طاعون ہے۔ لیکن حضرت صاحب کو تسلی دلانی پڑی کہ اس گھر کے ساکن کو طاعون نہیں ہو سکتی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۳) میں بھی اس نازک حالت میں سے گذر کر اس امر کا مشاہدہ کر چکا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے جن عقائد کو میں حق سمجھ کر ان پر قائم ہوں اور دوسروں کو بھی ان پر قائم رہنے کی تاکید کر رہا ہوں۔ میرا دل ہر طرح ان پر مطمئن ہے۔ اور اس وقت جبکہ موت میرے سامنے کھڑی تھی۔ میرا دل مجھے اس امر کی ملامت نہیں کرتا تھا۔ کہ میں نے کیوں خود غرضی اور نفسانیت سے ان ناحق باتوں کو تسلیم کیا۔ اور دوسروں کو بھی تسلیم کرنے کی تاکید کی۔ ہاں یہ ضرور خیال تھا۔ کہ شاید ان عقائد کے متعلق میں اور لوگوں کو سمجھانے میں میں نے پوری کوشش نہیں کی۔ جو میرے مخالف غلط طور پر حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور بارہا اس تکلیف کے وقت میں اس فقرہ کا ورد کیا جو خدا تعالےٰ نے مجھے مصائب سے بچنے کے لئے بذریعہ رؤیا بتایا تھا۔ کہ اللھم اھتدیت بھدیک و امنت بنبیک یعنی اے خدا میں تیری ہدایت کو تسلیم کرتا ہوں اور تیرے مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں اور اسی طرح میں نے بعض خاص احباب کو جمع کر کے ان کو اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ بعض لوگوں کی طرف سے جو فتنہ جماعت میں کیا جاتا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ میں فوت ہو جاؤں۔ تو یہ فتنہ جماعت کے لئے مضر ہو۔ اس لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسی تدبیر نکالے۔ کہ زندگی یا موت ہر حالت میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس فتنہ کے شر سے نجات حاصل ہو جاوے۔ پس اگر بیماری نے عقائد کے متعلق کوئی تبدیلی پیدا کی ہے۔ تو یہی کہ میں ان عقائد پر آگے سے بھی زیادہ یقین کے ساتھ قائم ہوں۔ اور واقعات نے اس پر شہادت دیدی کہ میں اپنی نفسانیت کی وجہ سے قائم نہیں ہوں۔ بلکہ میرا دل اس بات پر مطمئن ہے کہ وہی حق بھی ہے۔ پس میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ آپ بھی سچے دل سے ان تمام مخالفت کے سامانوں کو بھلا کر جو آپ کے دل کو مجھ سے نفرت دلانے کا باعث ہوئے ہوں۔ اس پر غور کریں کہ خدا تعالےٰ نے جس شخص کو نبی کہا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جسے نبی کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ پہلے بزرگ جسے نبی کہتے چلے آئے ہیں جو خود فرماتا ہے۔ کہ میں خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں۔ اور اس پر قائم ہوں۔ جب تک کہ زندہ رہوں۔ اور جو کہتا ہے کہ میں صرف اس قسم کا نبی کہلانے سے منکر ہوں کہ گویا میں نئی شریعت لایا ہوں۔ یا رسول کریم صلعم سے الگ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں اور جسے آپ بھی کچھ مدت پہلے نبی لکھتے چلے آئے ہیں۔ آج اس کو غیر نبی کہکر کیوں خدا تعالیٰ۔ نبی کریم صلعم۔ بزرگان امت اور مسیح موعود کی ہتک اور تکذیب کی جاتی ہے۔ اور خود اپنے اقوال کو رد کیا جاتا ہے۔ کیا یہ درست نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی ہتک کرنے والے آپ کے اردگرد جمع ہو رہے ہیں۔ محمد صادق سندھی جو حضرت مسیح موعود کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ ان کے اندر بھی نفسانیت اور عجب تھا۔ جب تک کہ اس نے صاف طور پر احمدیت سے ہی انکار نہیں کر دیا۔ آپ کا مخلص کہلاتا رہا۔ حضرت صاحب کے ظلی نبی ہونے کے متعلق گفتگو کرنے وقت یہ فقرہ کہنے والے۔ کہ ظل پر تو جوتیاں مارنی بھی جائز ہوتی ہیں۔ آپ کے مقرب ہیں حضرت صاحب پر گندے سے گندے اور مخش سے مخش الزام لگانے والا اور پھر اپنی غلطی کا اقرار نہ کرنے والا اپنی کتاب عسل مصفیٰ میں حضرت صاحب کی نسبت لکھنے والا کہ مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ آپ سے تقویٰ میں زیادہ تھے۔ آپ کا خاص دست و بازو ہے۔ آپ کے ہم خیالوں میں وہ لوگ شامل ہیں۔ جو یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی ساٹھ فیصدی پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ یا یہ کہ آپ کا الہام دخل شیطانی سے پاک نہیں آپ کی انجمن کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ المہدی میں حضرت صاحب کی نسبت نہایت حقارت سے یہ لکھا جاتا ہے۔ کہ چند الہامات ہو جانے کے باعث آپ کیا نبی بن گئے۔ غرض ہر طرح خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ کی ہتک کرنے والے اور اس کے مسیح ناصری کو بن باپ قرار دینے کے عقیدہ کو شرک قرار دینے والے آپ کے ساتھ وہ تعلق رکھتے ہیں۔ کہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ آپ کے ہیں اور آپ ان کے ہیں۔ بلکہ بہت سی باتوں میں آپ ان کے موید و ناصر ہیں پس ان واقعات پر غور کریں۔ اور جیسا کہ خود آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھیں کہ موت صرف بیماری ہی کے قریب نہیں۔ بلکہ تندرست چلتا پھرتا آدمی بھی۔ اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ سے ملنے سے پہلے اپنا حساب درست کریں۔ تاکہ اس وقت حسرت و ندامت کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

مولوی صاحب آپ شکایت فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے مریدوں کو یہ منع کیا ہوا ہے۔ کہ وہ آپ لوگوں کی کتابیں نہ پڑھا کریں۔ اور آپ چاہتے ہیں۔ کہ میں اعلان کروں۔ بلکہ حکم دوں کہ وہ ضرور آپ لوگوں کی کتابیں پڑھا کریں۔ مگر میرے نزدیک یہ شکایت بیجا ہے۔ میں نے بارہا اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ وہ ہر ایک عقیدہ کو سوچ سمجھ کر قبول کریں۔ بلکہ بارہا یہ کہا ہے کہ اگر وہ کسی بات کو دیدوں کے کہنے سے مانتے ہیں۔ تو گو وہ حق پر بھی ہوں تب بھی ان سے سوال ہوگا کہ بلا سوچے انھوں نے ان باتوں پر کیونکر یقین کر لیا۔ اور میرے خطبات اس پر شاہد ہیں۔ ہاں ہر شخص اس بات کا اہل نہیں ہوتا کہ مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے۔ کیونکہ جب تک کوئی شخص اپنی کتب سے واقف نہیں اگر مخالف کی کتب کا مطالعہ کریگا تو خطرہ ہے کہ ابتلا میں پڑے۔ ایک شخص اگر قرآن کریم تو نہ پڑھے اور انجیل اور وید اور ژند و استا اور ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ رکھے اور کہے کہ میں تحقیق کر رہا ہوں۔ تو کیا ایسا شخص حق پر ہوگا۔ اور اس کا یہ عمل قابل تحسین سمجھا جاویگا۔ ہاں جو شخص اپنے مذہب سے اچھی طرح واقف ہو وہ دوسرے لوگوں کی باتوں کو بھی سن سکتا ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ہمارے لٹریچر سے پوری طرح واقف نہیں۔ اور جو مسائل مختلفہ میں کماحقہ میری کتب اور رسائل واشتہارات اور دیگر واقفکاران جماعت کی کتب و رسائل کا مطالعہ نہیں کر چکے ہیں۔ باقی کسی کو میں آپ کے لٹریچر کے پڑھنے سے نہیں روکتا۔ اور نہ میں نے کبھی روکا ہے۔ ہاں مطالعہ دوسری کتب کا وہی شخص کیا کرتے ہیں یا تو وہ جنہوں نے مخالف کے اعتراضات کا جواب دینا ہو۔ یا وہ جن کی غرض صرف زیادتی علم ہو پہلے گروہ کو تو کوئی روک ہی نہیں۔ دوسرے لوگوں میں سے وہ جو پہلے اپنی کتب و رسائل اچھی طرح پڑھ چکے ہوں۔ اور اُن پر خوب عمدہ طور پر عبور رکھتے ہوں۔ اور ان کا دل ایسے دلائل سے جو پھر کسی مزید تحقیقات کی ضرورت باقی نہ رکھتا ہو۔ تسلی یافتہ نہ ہو۔ دوسرے ہر ایک مذہب کی کتاب کو پڑھ سکنے میں ان کو کوئی روک نہیں۔ کیونکہ جسے باوجود اپنے مذہب کے مطالعہ کے ایسا شرح صدر عطا نہیں ہوا کہ جس کے بعد کسی اور مزید دلیل کی ضرورت نہ رہی اور عیاناً وہ اپنے مذہب کی سچائی کو نہیں دیکھتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پوری تحقیقات کرے۔ تاکہ قیامت کے دن اس سے بازپرس نہ ہو۔ اور یہ جو میں نے ایسے لوگوں کا استثناء کیا ہے۔ جو عیاناً اپنے عقائد کی سچائی دیکھ چکے ہوں۔ اور کسی مزید دلیل کے محتاج نہ ہوں۔ تو اس کی وجہ صرف یہ ہو کہ ان کا ان کتب کو مطالعہ کرنا لغو اور بیہودہ فعل ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے جواب تو دینا نہیں اور اُن کو مزید تحقیق کی ضرورت نہیں۔ پھر وہ کیوں اپنے وقت کو ضائع کریں۔ اور ممکن ہے کہ ان کو تضیع کر کے تعیش اور لوگ بھی انہیں سے سمجھ کر ان کو نہیں ان کی تتبع کر کے تباہ ہوں۔ اور اگر آپ فرماویں۔ کہ جب دوسرے مذاہب کا ان لوگوں نے مطالعہ نہیں کیا۔ تو ان کو کیونکر معلوم ہوگا۔ کہ وہ جس عقیدے پر قائم ہیں وہی بجا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی مذہب کی صداقت معلوم کرنے کے لئے صرف یہی طریق نہیں۔ کہ دوسرے خیالات سے اس کا مقابلہ کیا جائے بلکہ کچھ عقیدہ اپنے اندر بھی ایسی خوبیاں رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنی صداقت پر آپ گواہ ہوتے ہیں۔ اور ان کی صداقت کا انسان معائنہ کر سکتا ہے۔ مثلاً اسلام اپنے اندر ایسی خوبیاں رکھتا ہے۔ کہ بغیر اس کے کہ دوسرے مذاہب کا مطالعہ کیا جاوے۔ اس کا ایک کامل پیرو اس کی صداقت پر تسلی پا سکتا ہے۔ اور اس کے دلائل دے سکتا ہے۔ ورنہ نعوذ باللہ یہ ماننا پڑیگا کہ صحابہ کا ایمان کامل نہ تھا کیونکہ انھوں نے دیگر مذاہب کی تحقیق نہیں کی تھی۔ بلکہ کوئی شخص بھی اس اصل کے مطابق ایسا نہ ملیگا جسے یہ یقین کرنیکا حق حاصل ہو کہ وہ سچے مذہب پر ہے۔ اور مزید تحقیق کی اسے ضرورت نہیں کیونکہ کوئی ایسا انسان نہیں ملیگا کہ جس نے دنیا کے سب مذاہب کا کماحقہ مطالعہ کیا ہو۔ بلکہ خود آپ بھی کہ جن کو اس وقت اس قدر خدمت دینی کا دعویٰ ہے۔ اسبات کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ تو کیا ہم یہ کہیں کہ آپ کا حق نہیں۔ کہ اپنے مذہب کی سچائی پر مطمئن ہوں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ کوئی ایسا مذہب بھی نکل آوے۔ جس کے دلائل سے آپ آگاہ نہ ہوں۔ اور وہ سچا ہو۔ کیا سچے مذہب کے اندر کوئی ایسی صداقت موجود نہیں ہوتی۔ کہ جو اپنی ذات کے اندر اپنی دلیل رکھتی ہو۔ اگر ایسا ہے اور ضرور ہے۔ تو پھر ایمان کے کمال کے لئے بھی ضروری نہیں۔ کہ ہر ایک مخالف کی کتاب پہلے پڑھ لیجائے۔ اگر آپ کو یہ شبہ پیدا ہو کہ اس طرح تو ہر ایک شخص یہ کہدیگا۔ کہ مجھے ایسا کامل ایمان حاصل ہو چکا ہے۔ کہ مجھے مزید غور کی ضرورت نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ خود ایک دعویٰ ہوگا۔ جو دلیل کا محتاج ہوگا۔ اور اگر کوئی اپنے ایمان کو عینی ثابت کر دیگا۔ تو پھر بیشک اس کا حق ہوگا کہ اس کا دعویٰ تسلیم کر لیا جاوے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ استثناء صرف میرا ہی قائم کردہ نہیں۔ بلکہ ہمیشہ سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے۔ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بائیبل پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور اس پر آپ کو ڈانٹا۔ چنانچہ جابرؓ سے روایت ہے ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخۃ من التوراۃ فقال یارسول اللہ ھذہ نسخۃ من التوراۃ فسکت فجعل یقراء ووجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال ابوبکرؓ ثکلتک الثواکل ما تری ما بوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ۔ یعنی حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور آپ کے پاس ایک نسخہ تورات کا تھا۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تورات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا رونے والیاں تم پر روئیں عمرؓ تم دیکھتے نہیں کہ رسول اللہ کے چہرے سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے منہ اٹھا کر دیکھا اور کہا کہ میں خدا اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں اب کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ تھا کہ حضرت عمرؓ اس حق کو دیکھ کر نعوذ باللہ اسلام سے بیزار ہو جاوینگے۔ کیا اس کی صرف یہ وجہ نہ تھی کہ حضرت عمرؓ مذہبی مباحثات کرنے والے آدمی نہ تھے۔ اور اس مرتبہ پر پہنچ چکے تھے کہ اب مزید تحقیق کی ان کو ضرورت نہ تھی۔ پس ان کا یہ فعل بے ضرورت تھا۔ اور خطرہ تھا کہ ان کو دیکھ کر بعض اپنے مذہب کی پوری واقفیت نہ رکھنے والے بھی اس شغل میں پڑ جاویں۔ اور ان باتوں کی تصدیق کر دیں۔ جو باطل ہیں۔ اور ان کی تکذیب کریں جو حق ہیں۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ اسی وجہ سے روکا ہو کہ آپ عام مجلس میں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ اور اس سے خطرہ ہوا کہ ان کو دیکھ کر لوگ دیکھ کر ان کی اتباع نہ کریں۔ اور اگر پڑھتے تو بیٹھ کر پڑھتے آپکو نہ روکا جاتا۔ پس کیا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کو بھی نعوذ باللہ بزدلانہ فعل قرار دیں گے۔ عیاذاً باللہ مولوی صاحب توبہ کریں۔ کہ آپ ہمیشہ میری مخالفت میں خدا تعالیٰ کے برگزیدوں کی ہتک کرتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود کا ایک حکم بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ مباحثہ مابین مولوی عبد اللہ چکڑالوی و مولوی محمد حسین پر ریویو لکھتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ہر ایک جو ہماری جماعت میں ہے آسے چاہئے کہ وہ عبد اللہ چکڑالوی کے عقیدوں سے۔ جو حدیثوں کی نسبت وہ رکھتا ہے۔ بدل متنفر اور بیزار ہو۔ اور ایسے لوگوں کی صحبت سے حتی الوسع نفرت رکھیں اس جگہ آپ نے چکڑالویوں سے ملنے جلنے سے حتی الوسع بچنے کی اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے۔ اور ملنا اور کتابیں پڑھنا ایک ہی جیسا ہے۔ تو کیا آپ کہیں گے کہ حضرت مسیح موعود ڈرتے تھے۔ کہ چکڑالویوں کے زبردست دلائل سے کہیں ہماری جماعت مرتد نہ ہو جاوے۔ اور آپ ان کو پہلوان نہیں بنانا چاہتے تھے۔

ایک اور واقعہ بھی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی شہادت اس امر کی تصدیق میں ہے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کو ایک دفعہ الہام ہوا تھا۔ کہ فلاں شخص کی کتاب نہ پڑھنا۔ اب کیا خدا تعالیٰ بھی ڈرتا تھا۔ یا مولوی صاحب کا ایمان کمزور تھا۔ نعوذ باللہ یہ دونوں باتیں نہ تھیں۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کتب ایسے پیرائے میں لکھی ہوئی تھیں۔ کہ ان سے سادہ لوحوں کو دھوکا لگنے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کو بذریعہ الہام روک دیا۔ تا آپ کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی۔ جو اہلیت نہیں رکھتے نہ پڑھنے لگیں۔ اس واقعہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض دفعہ ان لوگوں کو بھی جو مخالفین کو جواب دیتے ہیں۔ مصلحتاً روک دیا جاتا ہے۔

مولوی صاحب یہ تینوں واقعات اس بات کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ آپ کا اعتراض مجھ پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اور حضرت مسیح موعود پر ہے۔ اور میں ایک اور بات بھی پوچھتا ہوں کہ مہربانی فرما کر آپ مجھے اپنا بھی وہ اعلان دکھائیں۔ جس میں آپ نے حکماً اپنے ہم خیالوں کو لکھا ہو کہ وہ میری سب کتب و رسالہ جات اور اشتہارات کو مطالعہ کر کے حق کا فیصلہ کریں۔ اگر آپ نے بھی ایسا نہیں کیا تو مجھ پر کیا گلہ ہے اگر فرماویں کہ میں نے کب روکا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں نے بھی تو کبھی نہیں روکا۔ ہاں میرے نزدیک مخالف کی کتب پڑھنے کے متعلق مذکورہ بالا شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ میرے اکثر مرید اس کے پابند ہیں۔ چنانچہ آسانی سے اس کا علم اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ آپ مہربانی فرما کر اپنے ہم خیالوں میں سے ان لوگوں کی ایک فہرست شائع کریں کہ جنہوں نے ہماری کتب کا مطالعہ کیا ہو۔ اور ہر ایک کے نام کے ساتھ لکھدیں کہ اس نے فلاں فلاں کتاب یا رسالہ تمہارا پڑھا ہے۔ اور میں اپنے مریدوں میں سے ایسے لوگوں کی ایک فہرست شائع کرا دونگا جنہوں نے آپ کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ اور ان کے نام کے آگے ان کتب و رسالجات کی فہرست جو انہوں نے آپ کی طرف سے شائع ہونے والے لٹریچر میں سے پڑھے ہوں۔ درج کرا دونگا۔ اس سے خود دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ کون لوگ بے تعصبی سے دوسرے کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔

آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اگر ۱۲ سال تک حضرت مسیح موعود خود اپنے دعوے کو نہ سمجھ سکے تو پھر اور کوئی آپ کے دعوے کو کس طرح سمجھ سکیگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود پر کبھی کوئی وقت نہیں آیا۔ کہ آپ اپنے دعوے کو نہ سمجھ سکے ہوں۔ آپ شروع سے آخر تک اس مقام کو سمجھتے رہے ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھڑا کیا ہے۔ ہاں صرف اس دعوے کے نام میں آپ احتیاط کرتے رہے ہیں۔ یعنی آیا اس کا نام نبوت رکھا جاوے یا محدثیت۔ اور جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی نے اس بات کی صراحت نہ کی آپ اس کا نام محدثیت یا جزوی نبوت وغیرہ رکھتے رہے۔ لیکن بعد صراحت کے آپ اس امر پر قائم نہ رہے۔ اور آپ نے اس مقام کا نام نبوت رکھدیا۔ اور یہی بات ہے۔ جو حضرت مسیح موعود خود حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں۔ اور اس بات میں آپ منفرد نہیں پہلے انبیاء کے ساتھ بھی یہ معاملہ پیش آیا ہے۔ چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو سید ولد آدم تھے ایک عرصہ دراز تک حضرت موسیٰ اور حضرت یونس پر اپنے آپ کو فضیلت دینے سے روکتے رہے۔ حالانکہ بعد میں آپ نے فرمایا کہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعهما الا اتباعی اور فرمایا کہ انا سید ولد آدم۔ پس اگر آپ ذرا بھی تدبر سے کام لیں

توان دو نبیوں پر اپنے آپ کو فضیلت نہ دینے کا بھی یہی باعث تھا جو حضرت مسیح موعود کے لئے اپنے مقام کا نام نبوت نہ رکھنے کا باعث ہوا اور وہ لوگوں کے رائج الوقت خیالات کا حتی الوسع احترام کرنا اور دین کے معاملہ میں جلد بازی سے کام نہ لینا تھا۔ اور یہی وہ صفت ہے۔ جو متقی اور غیر متقی میں تمیز کر دیتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح موعود کی نسبت نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ مگر آپ نے ان کی تاویل کی۔ یہی صورت آنحضرت صلعم کے ساتھ پیش آئی۔ آپ کو بھی خدا تعالیٰ نے ابتدا وحی میں ہی فرما دیا تھا کہ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ یعنی یہ رسول وہی رسول ہے جس کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ مثیل موسیٰ ہوگا اور جس نبی نے مثیل موسیٰ ہو کر آنا تھا اس کی نسبت توریت انجیل دونوں کے متحدہ بیان اور بنی اسرائیل کی شہادت سے ثابت ہے کہ اس نے سب نبیوں سے افضل ہونا تھا۔ کیونکہ اس کی تعلیم کی نسبت لکھا تھا کہ وہ ہمیشہ رہیگی اور سب صداقتوں پر حاوی ہوگی۔ مگر باوجود اس کے کہ صاف طور پر آپ کو نبی کہا گیا آپ نے ایک مدت دراز تک اس دعوی کی تاویل کی۔ اور فرماتے رہے کہ موسیٰ پر مجھے ترجیح نہ دو اور یونس پر مجھے ترجیح نہ دو۔ (دیکھو بخاری باب بدء الخلق) اور یہ آپ نے صرف اس واسطے کیا کہ اس وقت میں عام طور پر یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ تمام نبیوں سے یہ دونوں نبی افضل ہیں۔ چنانچہ موسیٰ کی نسبت ان کے اس عقیدہ کی وجہ یہ تھی کہ حضرت موسیٰ اُن کے شارع نبی تھے اور کل نبی جو بنی اسرائیل میں آئے ان کے خلفاء کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت یونس کی نسبت ان کے اس خیال کی وجہ بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ حضرت یونس ہی ایک ایسے نبی گذرے ہیں۔ کہ جن کو ان کی ساری کی ساری قوم نے مان لیا۔ اور یہ خیال معلوم ہوتا ہے۔ کہ پرانا پھیلا ہوا تھا۔ کیونکہ حضرت مسیح ناصری اپنے مخالفوں کو کہتے ہیں کہ دیکھو یہاں ایک موجود ہے۔ جو یونس سے بڑھ کر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں یونس کی خاص عزت تھی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے اس خیال کے ماتحت باوجود آپ کو مثیل موسیٰ کا خطاب ملنے کے اپنے آپ کو موسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام پر فضیلت دینے سے منع کیا۔ مگر بعد میں وفات سے پانچ چھ سال پہلے کے قریب آکر آپ نے کہا اور صاف لفظوں میں سب دنیا کی طرف مبعوث ہونے اور سب نبیوں سے افضل ہونیکا ذکر فرمایا۔ بلکہ حضرت موسیٰ کا تو خاص طور پر نام لیکر فرمایا کہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین ما وسعھما الا اتباعی۔ پس اس امر میں حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم سے کامل مشابہت ہے اور اسی طرح اور کئی امور ہیں کہ جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط سے کام لیا ہے۔

آپ کا یہ فرمانا کہ میرے اس عقیدہ کے نتیجہ میں مولوی عمرالدین صاحب نے غلطی اور بعض اور مبائعین کو بحث میں کہنا پڑا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تین یا چھ سال تک یہ شک رہا کہ آپ کی وحی شیطانی ہے یا رحمانی۔ میرے نزدیک ایسا حملہ ہے جس کا ثبوت آپ کے پاس نہیں۔ اگر کوئی شخص میری جماعت میں ایسا خیال کرتا ہے۔ تو میرے نزدیک وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ اور اُس نے حقیقت نبوت کو سمجھا ہی نہیں۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے یہ الزام میرے مبائعین پر محض سنی سنائی باتوں پر آپ لوگوں نے لگا دیا ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع یعنی وہ آدمی بڑا جھوٹا ہے۔ جو ہر ایک سنی بات کو آگے بیان کر دیتا ہے۔ ممکن ہے کہ کسی اور شخص کا خیال پچھلے علماء سے کسی نے بیان کیا ہو یا اور کوئی ایسی ہی بات ہو۔ ورنہ میں مومنانہ حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے اس الزام سے بالکل انکار کرتا ہوں۔ اور مولوی عمرالدین صاحب کی نسبت تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ گو یہ واقعہ پورے طور پر مجھے یاد نہیں۔ غالباً وہ اُس کی نسبت زیادہ بیان کر سکینگے کہ شملہ میں پچھلے سال مجھ سے میاں عبدالحق غیر مبائع نے ذکر کیا کہ مولوی صاحب نے رسول اللہ صلعم کی نسبت ایسا کہا ہے۔ تو اُنھوں نے اسی وقت اس سے انکار کیا اور کہا کہ شیطانی وحی کا ہونا میں نے ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بیان نہیں کیا۔ مگر مولوی صاحب ایک بات کا تو آپ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ ایک متواتر حدیث جو صحاح میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ بخاری کی حدیث ہمیں بتلاتی ہے۔ کہ تین سال یا چھ سال تک اپنی وحی کے معنی کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تردد رہا ہے۔ میں اس شخص کو جھوٹا سمجھتا ہوں جو کہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وحی کی نسبت یہ شبہ تھا کہ شیطانی یا رحمانی ہے۔ مگر اس بات میں کیا شک ہے کہ باوجود صریح وحی کے آپ گھبرا کر اپنی بیوی کے پاس گئے۔ اور بعد میں ان کے مشورہ سے اس وحی کے مطلب کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے آپ ورقہ ابن نوفل کے پاس گئے۔ اگر آپ کو اس کے مطلب کے متعلق تردد نہ تھا تو آپ ورقہ کے پاس کیوں گئے تھے۔ اور گھبرائے ہوئے کیوں تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ حیران تھے کہ میں اس وحی کو اس کے ظاہری الفاظ پر محمول کروں یا کچھ اور مطلب سمجھوں۔ مگر ظاہر ہے کہ باوجود اس کے کہ ورقہ نے اس وحی کو ظاہری معنوں پر محمول کیا۔ پر آپ نے اُس کی نسبت احتیاط کا پہلو ہی اختیار کیا اور جب تک صریح اور متواتر وحی نے آپ کو مجبور نہ کیا آپ احتیاط سے ہی کام لیتے رہے۔ اور آپ اس واقعہ کا جو زبردست اور صحیح احادیث سے ثابت ہے، کس طرح انکار کر سکتے ہیں کیا کسی وحی کے معنی کرنے میں تردد کا نام آپ شیطانی اور رحمانی وحی قرار دینے میں تردد رکھتے ہیں۔ اگر ایسا ہے۔ تو نعوذ باللہ آپ کو یہ بھی کہنا پڑیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو بھی نعوذ باللہ اس بات میں تردد تھا کہ آپ کو شیطانی وحی ہوتی تھی یا رحمانی۔ کیونکہ آپ بارہا الہامات کے معنی کرنے میں تردد اور احتیاط سے کام لیتے تھے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی ثابت ہے کہ آپ نے ہجرت کے متعلق بشارت کے معنی کرنے میں تردد سے کام لیا کہ فلاں مقام ہے یا فلاں۔ پس خدارا آپ میری مخالفت کرنے میں ایسے اصول نہ قرار دیں کہ جن

سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود پر بھی الزام لگتا ہو۔ اور ان کی ہتک ہوتی ہو۔ تعجب ہے کہ آپ نے الزام تو مجھے اور میرے مریدوں کو دیا تھا۔ مگر خود ایک ایسے اصل کے بانی ہو گئے۔ کہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود دونوں پر الزام آتا ہے۔

مولوی صاحب پھر آپ یہ بھی تو خیال فرما دیں کہ آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا۔ اور سنئے حضرت مسیح موعود اپنے اس دعویٰ کے متعلق فرماتے ہیں:۔ "پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑے شد و مد سے براہین میں مسیح قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جاوے۔ تب تواتر سے الہامات شروع ہوئے کہ تو مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تؤمر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے۔ اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے۔ اور میرے دل میں روز روشن کی طرح یقین بٹھا دیا گیا تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو سنا دیا۔" (اعجاز احمدی صـ۷)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ آپ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ آپ کو مسیح موعود قرار دے چکا تھا۔ ان الہامات کی جن میں آپ کو مسیح موعود کہا گیا تھا۔ بارہ برس تک تاویل کرتے رہے۔ اب بتایئے کہ کیا آپ ہی کے الفاظ کو بدل کر کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ جب کہ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مسیح موعود کہا آپ بارہ برس تک اپنے دعوے کو نہ سمجھ سکے۔ بلکہ بجائے مسیح موعود کے مسیح موعود سے مشابہت رکھنے کے مدعی رہے۔ تو اور کوئی اُن کے دعوے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کس طرح قابل مواخذہ ہو سکتا ہے۔

مولوی صاحب حضرت صاحب نے کبھی اپنے الہامات کو نفسانی یا شیطانی نہیں سمجھا۔ آپ کو اگر خیال تھا تو صرف ان کے معنے کرنے کے متعلق اور یہ خیال بھی صرف اس وقت تک رہا جب تک کہ تواتر اور صراحت پیدا نہ ہوئی۔ اس کے بعد کوئی خیال نہ رہا۔ لیکن آپ کے مخالفوں کا یہی حال ہے۔ اُن کو تو الہامات کے شیطانی یا نفسانی ہونے کا یقین ہے۔ اگر آپ کہیں کہ اگر کوئی شخص الہامات کو رحمانی تو مانے۔ مگر اور تاویل کرے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعد صراحت اور تواتر کے وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود لکھ چکے ہیں۔ اب تواتر اور صراحت پیدا ہو چکی ہے

مولوی صاحب آپ نے دوسرا قابل توجہ امر لکھا ہے۔ کہ میں نے جو حقیقت النبوۃ میں یہ لکھا ہے۔ کہ "نبوت ایمان کا ہی ایک اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور تقویٰ میں ترقی کرتے کرتے انسان اس رتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ جسے نبی کہتے ہیں۔" اور اسی طرح یہ لکھا ہے کہ "صدیق کی فطرت نبیوں کی سی فطرت ہوتی ہے۔ اور اُس کے کام نبیوں کے سے کام ہوتے ہیں۔ لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت سے رکا جاتا ہے۔ اس میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ کیونکہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ تیرہ سو سال میں آپ کا ایک شاگرد بھی کامل ایمان کے مرتبہ کو حاصل نہ کر سکا۔ کامل متقی نہ بن سکا۔ مولوی صاحب اگر آپ ابتداء میں ہمدردی کا اس قدر دعویٰ نہ کرتے۔ تو میں آپ کے اس فعل کو تلبیس اور تدلیس سمجھتا مگر اس دعویٰ اخلاص کے بعد میرا خیال ہے۔ کہ اگر یہ کسی بدنیتی کا نتیجہ نہیں۔ تو حد سے زیادہ ہمدردی کا کرشمہ ضرور ہے۔ کیونکہ آپ نے میری صریح عبارت سے اور وہ بھی اس عبارت کو نقل کر کے ایسے نتائج نکالے ہیں کہ جن کو ہر عقلمند انسان غلط اور خلاف منشاء راقم کہیگا۔ میری عبارت کا تو صاف مطلب ہے جس کے سمجھنے کے لئے کسی خاص لیاقت کی ضرورت نہیں۔ کہ "تقویٰ ترقی کرتے کرتے جب ایک خاص حد تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اس وقت انسان کو نبوت کا مقام حاصل ہوتا ہے۔" اس میں دوسرے لوگوں کے ناقص الایمان ہونے یا کامل الایمان نہ ہونے کا نتیجہ کہاں سے نکل آیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپکی مادری زبان اُردو نہیں۔ مگر آپ تعلیم یافتہ ہیں اور میرے نزدیک اس سادہ عبارت کے سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہیں۔ پس آپ کا اس عبارت کے مضمون کو بدلنا سخت حیرت میں ڈالتا ہے۔ کہ آپ کے اس فعل کو کیا سمجھوں۔ ایک طرف اظہار ہمدردی اس امر سے روکتا ہے کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کی جماعت میں آپ کو داخل کروں۔ دوسری طرف عبارت کی وضاحت اور سادگی کو دیکھتے ہوئے آپ کا اس مطلب کو بگاڑنا کسی اور نتیجہ کے نکالنے سے روکتا ہے۔

کیا آپ اس امر کے قائل ہیں کہ نہیں۔ کہ تقویٰ کے ہزاروں مدارج ہیں جیسا کہ آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقیٰکم سے ثابت ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو زیادہ متقی ہو۔ یا آپ اپنے تقوے اور نبیوں کے تقویٰ کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ کیا آپ اپنے آپ کو ویسا ہی متقی خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متقی تھے۔ یا اُن کی نسبت آپ اپنے تقوے میں کچھ کمی اور نقص یقین کرتے ہیں۔ اگر کمی کا اقرار کرتے ہیں تو کیا آپ اپنے آپ کو غیر متقی یا کم سے کم ناکامل متقی سمجھتے ہیں۔ یا حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ کو اسی لحاظ سے ناکامل متقی سمجھتے ہیں۔ کیا آیت تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض اور ان اکرمکم عند اللہ اتقیٰکم کو ملا کر یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ خود انبیاء میں بھی تقوے کے مدارج میں فرق ہوتا ہے۔ کمال کے بھی ہزاروں

درجہ میں حضرت عیسیٰ بھی کامل متقی تھے۔ حضرت موسیٰ بھی تھے۔ مگر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقوے میں اُن کے برابر ہی تھے۔ اگر زیادہ تھے تو کیا حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام تقوے میں ناقص تھے؟ مولوی صاحب! میں نے تو یہ لکھا ہے۔ کہ نبوت کے مقام کے حاصل کرنے کے لئے جس تقوے اور عرفان کی شرط ہے۔ وہ ان لوگوں میں نہ تھا۔ تقوے کے مختلف مدارج میں سے کسی درجہ پر نہ پہنچنے کی وجہ سے یہ تو نتیجہ نہیں نکلتا۔ وہ تقوے میں کمزور تھے۔ اس سے تو صرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس خاص درجہ کو وہ نہیں پہنچے۔ اور کیا آپ کا یہ مذہب نہیں کہ جس درجہ ایمان پر رسول کریم تھے۔ اس پر دیگر لوگ نہ تھے۔ کیا خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں فرماتے لقد علمتم انی اتقیٰکم للّٰہ و اصدقکم و ابرکم (بخاری) یعنی تم جانتے ہو کہ میں تم سب میں سے زیادہ متقی۔ زیادہ عہدوں کو پورا کرنے والا۔ اور زیادہ نیک ہوں۔ اور کیا آپ تمام مومنوں اور متقیوں کو ایمان اور تقوے میں ایک ہی درجہ کا مومن اور متقی خیال کرتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر اس اعتراض کے کیا معنی ہوسکتے ہیں؟

مولوی صاحب اگر آپ غور فرمائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ یہ اعتراض آپ پر پڑتا ہے۔ نہ کہ مجھ پر۔ کیونکہ آپ کے عقیدے کے ماتحت تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں سے ایک بھی اس درجہ کو نہیں پہنچا۔ کہ خدا تعالیٰ کا فضل نبوت کے مقام کے ذریعے اس پر نازل ہوتا اور میرے نزدیک ایک شاگرد اس درجہ تک پہنچا ہے۔ تو کیا ایک کا ایک خاص مقام تک پہنچنا رسول کریم صلعم کے علو مرتبت پر دلالت کرتا ہے۔ یا ایک کا بھی اس مرتبہ تک نہ پہنچنا۔ اسی طرح اگر آپ غور فرمادیں گے۔ تو جو طریق دلیل آپ نے اختیار کیا ہے۔ اس سے تو ایک دشمن اسلام نعوذ باللہ شاید یہ بھی کہدیگا کہ مولنا اسلام عجیب رحمت ہے۔ کہ اسلام سے پہلے تو محمد رسول اللہ جیسا انسان پیدا ہوا اور اسلام کے بعد کوئی بھی ویسا انسان نہ ہوا۔ کیونکہ اسلام تو آنحضرت لائے ہیں۔ اور جس وجہ سے آپ کو اس عہدہ کے لحاظ سے چنا گیا وہ اسلام کے آنے سے پہلے کے اعمال و اخلاص ہیں۔ مگر کیا یہ طریق استدلالات درست ہوگا؟ نبوت بیشک ایک موہبت ہے۔ مگر اس موہبت کے جذب کرنے کے لئے فطرت کا صحیح استعمال اور انسانی اعمال و اخلاص بھی شرط ہیں۔ آپ اس نکتہ پر غور کریں تو آپ کی سب مشکلات خود بخود حل ہو جاوینگی۔

اس تشریح کے بعد آپ کو معلوم ہوگا (اگر پہلے واقعہ میں آپ کو میری عبارت سے دھوکا لگ گیا تھا) کہ میری عبارت سے کفارہ کی تائید نہیں بلکہ اس کا رد ہوتا ہے۔ کیونکہ کفارہ اس عقیدہ کا نتیجہ ہے کہ انسان کامل تقوے کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ نہ صرف انسان کامل تقویٰ کو حاصل کرسکتا ہے۔ بلکہ ترقی کرکے اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ دوسروں کی اتباع کے طفیل دوسروں کو بھی اس درجہ کا تقویٰ حاصل ہوجاتا ہے۔ کہ وہ نبیوں میں شامل ہوجاتے ہیں۔

مولوی صاحب آپ نے یہ بھی زور دیا ہے۔ کہ میں اپنی غلطی کا اقرار کروں۔ مگر الحمدللہ کہ گو میں معصوم عن الخطاء نہیں ہوں اس معاملہ میں میں نے غلطی نہیں کھائی۔ مگر آپ کا اس بات پر زور دینا کہ چونکہ میں معصوم عن الخطا نہیں اس لئے اپنی غلطی کا اقرار کردوں ایک عجیب مسئلہ ہے۔ آپ نے اس وقت تک کس قدر غلطیوں کا اقرار کیا ہے۔ آپ کے نزدیک ہر وہ شخص معصوم عن الخطا ہونے کا مدعی ہے۔ جو اپنے بعض عقائد کی غلطی کا اعتراف نہ کرے مگر تعجب ہے مجھے تو آپ بغیر غلطی کرنے کے غلطی کا اعتراف کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور خود ریویو کے مضامین میں اپنے موجودہ عقائد کے خلاف لکھنے کے باوجود اس وقت تک یہ جرأت نہیں کرسکے۔ کہ ان مضامین کی غلطی کا اعلان کریں۔ بلکہ اس مصیبت کو گونوں بہانوں سے ٹلانا چاہتے ہیں اور اس وقت یہ دلیل آپ کو بھول جاتی ہے۔ کہ میں معصوم عن الخطا نہیں۔

تیسرا امر جس کی طرف مجھے آپ توجہ دلاتے ہیں۔ کفر و اسلام کا مسئلہ ہے آپ فرماتے ہیں۔ کہ امن کی راہ یہ ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھ لیں۔ میں کہتا ہوں کہ امن کی راہ یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کے فیصلہ کو تسلیم کرلیں۔ قرآن کریم کسی ایک نبی کے منکر کو بھی کافر کہتا ہے۔ اور مرزا صاحب کو وہی خدا نبی کہتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر اور دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ مگر خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کریگا"۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبی کہتے ہیں۔ جیسا کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں فیرغب نبی اللہ عیسیٰ و اصحابہ الی اللہ یعنی اس وقت اللہ کا نبی عیسیٰ اور اس کے ساتھی خدا سے دعا کرینگے۔ اور ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ آنے والے مسیح کو آپ نے نبی فرمایا ہے۔ پس امن کی راہ یہی ہے سو اگر بفرض محال بقول آپ کے حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے فیصلہ نہیں ہوتا تو پھر چاہیئے کہ آپ کو بھی عذر نہ ہوگا قرآن کریم کے فیصلہ پر اطمینان رکھیں کہ وہ ہلاکت سے بچا لیگا۔

باقی رہا یہ امر کہ جنازہ کے متعلق حضرت مسیح موعود کا جو خط ملا تھا۔ اس کے متعلق میں نے غور کیوں نہیں کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خط محبی فی اللہ اخی المکرم سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی لائے تھے۔ اور آپ نے بیان کیا تھا کہ یہ خط سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کے پاس تھا۔ اور میں نے سنا تھا کہ سید امیر علی شاہ صاحب نے اس کی نقل لاہور بھیجنے کے لئے لی ہے اس پر مجھے خیال آیا کہ میں بھی اس کی نقل لے رکھوں۔ شاید ضرورت پڑے۔ چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ میری شنید میں یہ آیا کہ پیغام میں چھاپنے کے لئے یہ نقل

ی گئی ہے۔ اس لئے میں نے زیادہ احتیاط اس کی حفاظت کی نہیں کی۔ اور جلسہ کے دن تھے۔ ایک ایک دن میں سینکڑوں رقعے مجھے ملتے تھے۔ جن میں وہ خط ضائع ہو گیا۔ اور میں نے یہ سمجھا کہ جب پیغام میں یہ خط شائع ہوگا۔ اس وقت ہم بھی دیکھ لیں گے۔ لیکن وہ وہاں شائع نہ ہوا۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے۔ گو حق الیقین نہیں کہ وہ خط ایسے زمانہ کا تھا کہ جس کا زیادہ اثر اصل بحث پر نہ پڑتا تھا۔ پس اب اس واقعہ کے اظہار کے بعد مجھے اس کے متعلق مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود کی ڈائری نوشتہ مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مسیح موعود کے اپنے عمل کے بعد مجھے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں اگر آپ کو ضرورت ہے۔ تو آپ اس خط کو شائع کریں۔ اس وقت ہم اس خط کی تاریخ اور اس کے مضمون پر کافی غور کر لیں گے۔

باقی رہا یہ قول کہ مرزا افضل احمد صاحب کا جنازہ حجت نہیں۔ کیونکہ بیٹوں اور غیروں کے ساتھ معاملہ میں فرق ہوتا ہے۔ ان سے آپ ناراض تھے۔ اس لئے جنازہ نہ پڑھا تو یہ ایک بیہودہ بات ہے۔ ناراضگی زندگی میں ہوتی ہے۔ نہ کہ بعد وفات۔ زندگی میں آدمی اپنے بیٹے کو مار بھی لیتا ہے تاکہ اصلاح ہو۔ کیا بعد مرنے کے بھی اس کی اصلاح کی امید ہوتی ہے۔ کہ اس کو سرزنش کی جائے۔ اور پھر جنازہ تو ایک شرعی فرض ہے۔ جو سب سے پہلے ولی پر مقرر ہے۔ آپ اس فرض کو کس طرح نظرانداز کر سکتے تھے۔ مرزا نظام الدین وغیرہ کے قبضہ میں لاش کے آنے سے جنازہ کے فرض سے آپ سبکدوش نہیں ہو جاتے جنازہ کے لئے آپ کو کہا گیا۔ مگر آپ نے جنازہ نہ پڑھا۔ دوسری جگہ فوت ہونا بھی جنازہ کے حق سے سبکدوش نہیں کر دیتا۔ آپ شریعت اپنے پاس سے نہ بنائیں۔ آپ تو مرزا صاحب کے غیر تشریعی نبی ہونے کے منکر ہیں پھر خود کیوں تشریعی نبی بنتے ہیں۔

حلفیہ شہادت اس وقت تک ایک بھی میرے سامنے پیش نہیں ہوئی اس شخص کو آپ پیش کریں۔ جو حلفیہ شہادت دے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو یہ کہا گیا تھا۔ کہ فلاں شخص غیر احمدی تھا آپ اس کا جنازہ پڑھ دیں۔ یہ کہنا کہ پہلے آپ کو اس کے احمدی ہونے کے لئے دعا کے لئے کہا گیا تھا۔ دلیل نہیں۔ کبھی انسان کو بات بھول جاتی ہے۔ خود میرے ساتھ ایسا ہوا ہے۔ سیالکوٹ کا ایک طالب علم مجھے اکثر والدہ کے احمدی ہونے کے متعلق لکھا کرتا تھا اس کی والدہ کے فوت ہونے پر اس نے مجھے والدہ کے لئے دعائے مغفرت کے لئے لکھ دیا۔ حالانکہ خود اس نے جنازہ نہ پڑھا۔ اس نے یہ خیال کیا کہ شاید دعائے مغفرت اور جنازہ میں فرق ہوگا۔ مگر مجھے اس وقت اس کے غیر احمدی ہونے کا خیال نہ تھا۔ اور میں نے جنازہ پڑھ دیا۔ پس آپ کم سے کم ایسے دو شخصوں کی جو مؤکد بہ عذاب قسم کھائیں شہادت بہم پہنچائیں۔ جو اس بات کی شہادت دیں کہ جنازہ کی تحریک کے وقت بھی حضرت سے عرض کر دیا گیا تھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔ ہاں مرزا خدا بخش کی شہادت نہ ہو۔ کیونکہ اس کی نسبت قرآن کریم کا حکم ہے کہ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا۔

باقی رہا میری سالی کی شادی کا مسئلہ اس کی نسبت بھی مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ باوجود واقعات کے اظہار کے آپ خلاف بیانی سے کام لیتے ہیں۔ مولوی صاحب میں بار بار بیان کر چکا ہوں۔ کہ میں ہرگز شادی میں شامل نہ تھا نہ مجھے علم ہوا کہ شادی ہونے والی ہے۔ میں کہیں سفر پر گیا ہوا تھا۔ وہاں سے واپسی پر میں نے اچانک سنا کہ شادی ہو گئی ہے۔ پس آپ اپنی جان پر رحم کرکے خدا کے خوف سے کام لیں اور اس افتراء کی آئندہ اشاعت سے باز رہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس نکاح کے اصل حالات سے واقف ہوتے ہوئے ہرگز اجازت نہیں دی۔ بلکہ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ لڑکا غیر احمدی ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہا کہ کیا ڈاکٹر صاحب کو معلوم نہیں کہ غیر احمدی سے رشتہ ہم نے منع کیا ہوا ہے۔ پھر انھوں نے لڑکی غیر احمدی لڑکے سے کیوں منسوب کی۔ (حضرت صاحب کی حیات میں یہ نکاح نہیں ہوا۔) مگر پھر فرمایا کہ ابھی اس امر کا ذکر نہ کریں بلکہ ہم حقیقۃ الوحی دیں گے۔ وہ ڈاکٹر صاحب کو دینا کہ لڑکے کو پڑھنے کے لئے دیں۔ اگر اس کو پڑھ کر وہ احمدی ہو گیا۔ تو پھر ہم اجازت دیدیں گے۔ اس کے بعد والدہ صاحبہ کی بیماری کی وجہ سے حضرت صاحب لاہور چلے گئے اور وہیں فوت ہو گئے اور یہ معاملہ یونہی رہ گیا۔ چونکہ والدہ سوتیلی تھیں اس لئے اس خیال سے کہ لوگ اسکو عداوت نہ خیال کریں یا اس ادب سے کہ حضرت نے کہا تھا کہ ابھی ذکر نہ کریں وہ خاموش رہیں اور نکاح ہو گیا۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ لڑکی بالغ اور غیر احمدی تھی۔ اور لڑکی کی حقیقی والدہ بھی اس وقت غیر احمدی تھیں۔ پس اس صورت میں نکاح میں کوئی خلاف شریعت بھی بات نہیں اب بھی بعض دفعہ غیر احمدی لڑکی کے نکاح کی میں نے غیر احمدیوں سے اجازت دی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اصل واقعہ معلوم ہونے کے بعد آپ اس افتراء کی بار بار کی اشاعت سے پرہیز کریں گے۔ کیونکہ آخر ایک دن اللہ تعالےٰ کو منہ دکھانا ہے۔ خصوصاً جو باتیں کہ واقعات سے متعلق ہیں۔ اور ان واقعات کا پہلے اظہار ہو چکا ہے۔ ان کو تو بار بار غلط پیرایہ میں ظاہر نہ کریں اور لوگوں کو دھوکا نہ دیں۔

چوتھا مسئلہ آپ نے نبوت اور اسمہ احمد کا پیش کیا ہے۔ اور اس کے لئے اپنی کتب کا حوالہ دیا ہے اور ان کے جواب نہ ہونے کی شکایت کی ہے۔ آپ کی کتاب کا جواب خدا تعالیٰ کے فضل سے میری کتاب حقیقۃ النبوۃ میں پہلے سے موجود ہے۔ اور بعض غیر احمدیوں نے بھی اس کا اقرار کیا ہے کہ آپ کی کتاب کا جواب اس میں پہلے سے ہی موجود ہے۔ باقی رہا یہ کہ اس پر جلد اول کیوں لکھا ہے۔ سو جلد اول سے تو صرف غیر احمدیوں کے

نقطہ خیال کو مدنظر رکھ کر مزید تشریح کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ورنہ اس کتاب میں آپ یہ بھی لکھا ہوا دیکھیں گے۔ کہ اب اس کے بعد آپ کے مقابلہ میں کچھ اور لکھنے کی مجھے ضرورت نہ ہوگی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے چاہا تو آپ کے خیالات کی تردید مختلف طریق سے ہوتی رہیگی۔ آپ اس کی فکر نہ کریں۔ زیادہ فکر اپنے ایمان کی درستی اور خدا تعالےٰ سے صلح کرنیکی کریں۔ کہ اس کے بغیر نجات نہیں۔ مسیح موعود کے درجہ کو آپ گھٹاتے ہیں۔ یا نہیں۔ یہ آپ کی تحریرات سے صاف ظاہر ہے۔ اس پر مجھے اس خط میں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ عبدالحکیم کے خطوط اور آپ کی تحریرات کو بالمقابل رکھ کر دیکھا جائے تو بالکل ایک قلم کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر اس بحث میں اس جگہ پڑنیکی ضرورت نہیں۔ اس وقت تو میں آپکو یہی نصیحت کرکے اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ کہ ریویو کی ایڈیٹری اور انجمن کی سکرٹری شپ کی وجہ سے آپ کو جماعت میں ایک رسوخ حاصل تھا اور اس وجہ سے بعض لوگ اس رسوخ کے اثر سے آپ کے ساتھ حق کے قبول کرنے میں رکے ہوئے ہیں۔ آپ انہی لوگوں کی جانوں پر رحم کرکے جن کی آپ سے حسن ظنی ان کی ہلاکت کا موجب ہوئی ہے اب اس طریق کو ترک کریں۔ اور حق کو قبول کریں۔ عزت خدا کے آگے تذلل اور انکسار میں ہے۔ نہ عجب واستکبار میں۔ اپنی جان پر رحم کریں اور دوسروں کو ہلاکت سے بچائیں۔ ورنہ یاد رکھیے کہ قیامت کے دن ان سب لوگوں کا عذاب آپ کی گردن پر ہوگا۔ گو ان میں سے ہر ایک فرد بھی ذمہ دار ہے۔ مگر آپ سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ اور خدا کا غضب برداشت کرنے کی انسان میں طاقت نہیں۔ خواہ وہ کتنا ہی بہادر ہو۔ پس اس آگ سے نہ کھیلیں۔ کہ یہ آخر بھسم کرکے چھوڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ اور آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی آنکھیں کھولے۔ چونکہ میں آپ کی ہی ایک کتاب کا جواب لکھ رہا ہوں۔ اس لئے زیادہ لکھنے سے معذور ہوں۔ امید ہے۔ کہ آپ اس کا انتظار کریں گے۔ اور اس میں جو کچھ لکھا جاویگا۔ وہ آپ کی کتاب کا جواب بھی ہوگا۔ اور کچھ زائد بھی ہوگا۔ اس پر غور کریں گے۔ شاید اللہ تعالےٰ آپ کے دل کی گرہ کھول دے۔ اور حق کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرماوے اور ظلمت سے نور کی طرف لاوے۔ کہ اس کے قبضہ میں سب کے دل ہیں۔ اور وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح ثانی

۲۰۔ ستمبر ۱۹۱۸ء

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پنڈت لیکھرام کے متعلق اور آریہ اخبارات کی خاموشی

دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت اور حقانیت ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جو نشانات دکھلائے ہیں ان میں سے ایک بہت بڑا الشان پنڈت لیکھرام کا آریہ دھرم کا قائم مقام بن کر اسلام کے قائم مقام حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ پر آکر شکست فاش کھانا ہے۔ اور یہ نشان ایسی صفائی اور وضاحت کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے حرف بحرف مطابق پورا ہو کر اسلام کے سچے ہونیکا ثبوت ٹھہر چکا ہے کہ اور تو اور خود فریق مقابل کو بھی اس کا انکار کرنے کی ذرہ بھر گنجائش نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ جس سے ہم اسی وقت سے آگاہ ہیں۔ جب سے یہ نشان ظاہر ہوا ہے۔ لیکن اس کا تازہ ثبوت حال ہی میں یہ ملا ہے کہ ہم نے "پنڈت لیکھرام کا واقعہ قتل" کے عنوان سے مسلسل تین پرچوں میں نہایت مفصل مضامین لکھتے ہوئے۔ اس واقعہ پر جو شروع سے لیکر اخیر تک روشنی ڈالی ہے اس کے متعلق درجنوں آریہ اخبارات ورسائل وغیرہ میں سے کسی ایک کو بھی ایک نقطہ تک لکھنے کی جرأت نہیں ہو سکی۔ اور تمام کے تمام اخبارات ان مضامین کو جنہیں شائع ہوئے قریبًا ایک ماہ گذر گیا ہے۔ پڑھ کر ایسے دم بخود ہو گئے ہیں۔ کہ گوئی مردہ اند۔ یہ ثبوت ہے، اس بات کا کہ آریہ اخبارات ان مضامین کے ایک ایک لفظ کو اگر طوعًا نہیں تو کرہًا ضرور صحیح اور درست ماننے کے لئے مجبور ہیں۔ اور ان میں بیان شدہ امور میں سے کسی ایک کا انکار کرنے یا کسی ایک کو غلط اور نادرست کہنے کے لئے تنکے کا سہارا بھی نہیں رکھتے ورنہ ناممکن تھا۔ کہ وہ ان مضامین کو پڑھ کر ایسی خاموشی اختیار کرتے۔ اور ایسی چپ سادھ لیتے کہ گویا پنڈت لیکھرام کے واقعہ قتل کے متعلق ہم نے کچھ لکھا ہی نہیں۔ یہ ہے حق کے رعب اور صداقت کے غلبہ کا ایک بین اور روشن ثبوت جس کا کوئی سمجھدار انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب آریہ اخبارات کا ذرا ذرا سی بات پر کوؤں کی طرح کائیں کائیں کرنے لگ جانا شیوہ ہے۔ تو اس موقعہ پر اگر وہ حق کے سامنے مرعوب نہیں ہو گئے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ایک لفظ بھی نہیں لکھ سکے۔ بات دراصل یہی ہے۔ کہ یہ واقعہ اسلام کی صداقت میں اس صفائی اور وضاحت کے ساتھ پورا ہوا ہے۔ کہ اس کا انکار کرنے کے لئے ذرا بھی گنجائش نہیں ہے۔ اور ایک متعصب سے متعصب انسان بھی تمام حالات کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود کی اس پیشگوئی کے حرف بحرف پورا ہونے کا اگر اعتراف نہ کرے۔ تو دم بخود ضرور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ تمام آریہ اخبارات اور ان کے ہزارہا ناظرین ہو گئے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا ہمارا فرض نہیں ہے۔ کہ اس پیشگوئی کو کثرت سے شائع کریں۔ اگر ہے تو احباب کو عملی طور پر اس تحریک میں حصہ لینا چاہیئے۔ جو الفضل کے مذکورہ بالا مضامین کو بطور ٹریکٹ چھپوا کر آریہ صاحبان میں مفت تقسیم کرنے کے لئے کی گئی۔

Digtized by Khilafat Library

ہنگامہ یورپ

استحکامات ہنڈنبرگ کی آخری لائن ٹوٹ گئی - لندن ۷- اکتوبر رائٹر کو پتہ لگا ہے کہ آج سین کونتین سے [illegible] تک بہت بھاری لڑائی ہوتی رہی ہے جس میں دشمن کو سخت نقصانات پہنچے ہیں۔ [illegible] سین کونتین کے شمال میں [illegible] حملہ کیا۔ لیکن وہاں ہم ہنڈنبرگ کے سلسلہ استحکامات کی آخری لائن میں سے گذر گئے ہیں۔

پچھلے ہفتہ کا مال غنیمت - لندن ۳- اکتوبر پچھلے ہفتہ جو مال غنیمت ہاتھ لگا ہے۔ اس کا [illegible] حساب [illegible] تمام محاذوں [illegible] کی توپیں [illegible] بھاری مشینوں کی توپیں ہزار ہا [illegible] قبضہ آئے ہیں۔

دمشق پر برطانوی قبضہ - لندن ۲- اکتوبر فلسطین کا ایک نامہ نگار رقمطراز ہے کہ دمشق پر کل صبح کو قبضہ ہوگیا۔

دمشق کی اہمیت لندن ۲- اکتوبر - اخبارات دمشق پر انگریزی قبضہ ہوجانے کو بہت اہمیت دے رہے ہیں۔ کیونکہ یہ ایشیائے کوچک میں ایک اہم ترکی مستقر ہے۔ اور ترکوں کی گرفتار شدہ سپاہ کی بہم رسانی خوراک کا خاص مرکز ہے۔ اخبارات اس کی جغرافیائی پوزیشن کو بہت اہمیت دے رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ [illegible] اس قبضہ سے بہت خوشگوار اثر پڑیگا۔

فرانسیسیوں نے [illegible] کو تسخیر کرلیا - لندن ۴- اکتوبر [illegible] فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ دشمن کو [illegible] سے بالکل نکال دیا گیا ہے۔ اور ہم نے کئی مقامات پر [illegible] قبضہ کرلیا ہے۔ ہم نے [illegible] پیشقدمی کرکے [illegible] پر قبضہ کرلیا۔ اور ہم نے [illegible] کو بھی تسخیر کرلیا [illegible] میں [illegible] کے جنوب مغرب [illegible] اپنے مواقع کو [illegible] دی - [illegible] کی جنوبی بلندیوں میں ہم نے کچھ زمین حاصل کی۔

مانٹ بلینک پر امریکن قابض ہوگئے - لندن ۴- اکتوبر گذشتہ شب کی امریکن کمیونک مظہر ہے کہ فرانسیسیوں کی معیت میں ہم نے دشمن کو پیچھے دھکیل دیا۔ اور شامپین میں مانٹ بلینک اور دیگر مقامات پر قبضہ کرلیا۔ موس اور جنگل ارگون کے درمیان توپخانہ [illegible] نے سرگرمی کا اظہار کیا۔ ہم نے متعدد قیدی گرفتار کئے

فرانسیسی پیشقدمی جاری ہے - لندن ۴- اکتوبر ایک فرانسیسی کمیونیک مظہر ہے کہ [illegible] کے شمال میں ہماری پیشقدمی جاری ہے۔ اور ہم نے [illegible] پر قبضہ کرلیا۔

لیل خالی ہورہا ہے - لندن ۴- اکتوبر رائٹر کا نامہ نگار اعلان کرتا ہے کہ جرمن لیل سے غیر فوجی آبادی کو نکال رہے ہیں۔

کامیاب انگریزی پیشقدمی - لندن ۴- اکتوبر۔ رائٹر کا نامہ نگار انگریزی صدر مقام سے آج بذریعہ تار مطلع کرتا ہے کہ معلوم ہوا ہے کہ ہم نے میکبارٹ، ریمیکورٹ، گوگی اور [illegible] پر قبضہ کرلیا۔ اور ہزاروں قیدی گرفتار کئے۔

ہندوستان کی خبریں

آئندہ گورنر بمبئی و مدراس - کپتان جارج لائیڈ ممبر پارلیمنٹ بجائے لارڈ ولنگڈن کے گورنر بمبئی مقرر ہوئے ہیں۔ اور لارڈ ولنگڈن بمبئی سے مدراس کی گورنری پر بجائے لارڈ پنٹلنڈ کے جائینگے۔

کلکتہ کے فساد میں اتلاف جان - جو اتلاف جان اس ہنگامہ میں ہوا۔ اس کی تعداد کا اندازہ صحیح طور پر نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ بہت ممکن ہے کہ کچھ مسلمانوں کی لاشیں مارے جانے کے مقام سے ہٹاکر خفیہ طور پر دفن کردی گئی ہوں۔ [illegible] ۴۳ آدمیوں کے مارے جانیکا ثبوت ملا۔ جن میں ۳۶ مسلمان اور ۷ ہندو ہیں۔

سوختنی لکڑی کے نرخ کا تعین - گورنمنٹ بمبئی نے کراچی میں ہیزم سوختنی اور کوئلہ کی تھوک اور خوردہ فروشی کا نرخ مقرر کردیا ہے۔ سوختنی لکڑی کی قیمت ۱ روپیہ پندرہ آنے من۔ اور کوئلہ کا نرخ پونے دو روپے من مقرر کیا ہے۔

نظر بندوں کے لئے کالج - گورنمنٹ بہار واڑیسہ نظر بندان بہار کے لئے ایک کالج قائم کررہی ہے

گرنتھ صاحب کے جلائیکا واقعہ - بمبئی کے ہندی اخبار شری وینکٹیشور سماچار میں شائع ہوا ہے کہ مہاراجہ پرتاب گڈھ (راجپوتانہ) نے ایک بیراگی فقیر اور سنار کے کہنے پر ایک نرملے سکھ سادھو بابا اودھم سنگھ کے گرنتھ صاحب کو جلا دیا۔

فتوحات کی خوشی میں تعطیل - گورنمنٹ آف انڈیا نے تمام گورنمنٹوں کو بذریعہ تار یہ اطلاع دی ہے کہ حضور وائسرائے کی خواہش ہے کہ اتحادیوں اور بلغاریہ میں لڑائی کے خاتمہ اور مختلف میدانہائے جنگ میں فتوحات کی خوشی میں تمام ہندوستان میں خوشیاں منانے کے لئے ۷- اکتوبر بروز سوموار ایک عام تعطیل منائی جائے - چنانچہ اس دن فتوحات کی خوشی میں تعطیل منائی گئی۔

اصلاحات ہند کی کمیٹیوں کے ممبر - معلوم ہوا ہے کہ اصلاحی تجاویز کے متعلق جو دو کمیٹیاں بنتی ہیں ان کی ممبری حسب ذیل اصحاب نے قبول کرلی ہیں۔ صاحبزادہ آفتاب احمد ممبر کونسل وزیر ہند۔ مولوی رحیم بخش صاحب پریزیڈنٹ کونسل آف ریجنسی بہاولپور ڈاکٹر تیج بہادر سپرو۔ مسٹر سرینواسا [illegible] بنرجی - مسٹر فرینک سلائی - مسٹر شاستری - مسٹر [illegible] اور مسٹر سٹیفن اور مسٹر ٹامسن۔

پنجاب میں لازمی تعلیم - پنجاب میں لازمی تعلیم کے بل کے سلیکٹ کمیٹی کا اجلاس ۲۲- اکتوبر ۱۹۱۸ء کو دفتر ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب میں منعقد ہوگا۔ کمیٹی مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل ہے - مسٹر جے - پی ٹامسن اور [illegible] - خانبہادر [illegible] - رائے بہادر